السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(نمازجنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا چاہیے یا صرف ایک طرف؟ (ابوثاقب محمد صفدرحضروی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

:سنن نسائی (الصغریٰ 4/75ح 1991ترقیم التعلیقات السلفیہ) میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

"السنة فی الصلاة علی الجنازة أن یقرأ فی التکبیرة الأولی بأم القرآن مخافتة، ثم یکبر ثلاثا، والتسلیم عند الآخرة"

نمازجنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ سراً (خفیہ) پڑھے پھر تین تکبیریں کہے اور آخر میں سلام پھیر دے۔ یہ روایت صحیح ہے اور امام نسائی کی السنن الکبریٰ (ج1ص 644ح2116) میں بھی موجود ہے۔ اسے ابن الملقن نے تحفة المحتاج (ح788) اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (3/204۔203) ح1335) میں صحیح کہا ہے۔

:مصنف عبدالرزاق (ج3ص 489،4ح6428) اور منتقی ابن الجارود (ح540 واللفظ لہ) میں سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اسی روایت میں آیا ہے کہ

"السنة فی الصلاة علی الجنائز أن تکبر، ثم تقرأ بأم القرآن، ثم تصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ثم تخلص الدعاء للمیت ولا تقرأ إلا فی التکبیرة الأولی ثم تسلم فی نفسه عن یمینه"

نمازجنازہ میں سنت یہ ہے کہ توتکبیر کہے پھر سورۃ فاتحہ پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر خالصتاً میت کے لیے دعا کرے۔ اور (فاتحہ کی) قرآءت صرف پہلی تکبیر میں ہی کرے پھر اپنی دائیں طرف خفیہ سلام پھیر دے۔

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ امام ابن شہاب الزہری نے سماع کی تصریح کردی ہے۔ ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صغار صحابہ میں سے تھے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا مگر سنا کچھ نہیں۔ (دیکھئے تقریب التہذیب ص39، واسد الغابة فی معرفة الصحابة 1/27 تجرید اسماء الصحابة ج1ص10 للذہبی

(اورالاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر ج1ص97 القسم الثانی

صحابی صغیر ہو یا کبیر اہل سنت کے راجح مسلک میں صحابہ کی مراسیل بھی صحیح و مقبول ہوتی ہیں۔ دیکھئے اختصار علوم الحدیث ابن کثیر (ص58 طبع دارالسلام) تیسیر مصطلح الحدیث (ص74) اور عام کتب اصول حدیث۔

:محمد عبید اللہ الاسعدی (دیوبندی) نے لکھا ہے کہ

(مرسل صحابی: جمہور کے نزدیک مقبول ولائق احتجاج ہے "الخ" (علوم الحدیث ص 137 بہ نظرثانی وتفریظ: جیب الرحمٰن اعظمیٰ دیوبندی"

امام ابن الجارود النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 307ھ) نے منتقی ابن الجارود میں اسے روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے۔

:ایک روایت کے بارے میں اشرف علی تھانوی نے کہا

(ابن الجارود نے منتقیٰ میں یہ حدیث روایت کی لہٰذا یہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔ الخ) (بوادر النوادر ص135)

ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث رجال (یا رجل) من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ (الاوسط لابن المنذر ج5ص 446، اثر6187، السنن الکبری للبیہقی ج4ص40 ومعانی الآثار للطحاوی 1/500، المستدرک للحاکم 1/360)

اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔

صحابی اگر "من السنة" (سنت میں سے ہے) یا اس جیسے الفاظ کہے تو یہ مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ دیکھئے تیسیر مصطلح الحدیث (ص132) اور عام کتب اصول الحدیث۔

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے بھی محدثین (وعلماء) کے نزدیک "السنۃ" کو مرفوع حدیث کے درجہ میں داخل کیا ہے۔

(دیکھئے قوعد فی علوم الحدیث (ص 126) اوراعلاء السنن (ج 19ص 126

مختصر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بھی ہے اور مرفوع بھی ہے۔ اس حدیث سے امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذرالنیساپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 318ھ) وغیرہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے۔ کہ نمازجنازہ میں صرف دائیں طرف (سلام پھیرنا چاہیے دیکھئے الاوسط (ج 5ص 448

اس استدلال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجِنَازَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ, فَإِذَا فَرَغَ سَلَّمَ عَلَى يَمِينِهِ وَاحِدَةً"

(المصنف ج3ص 307ح 11491)

(یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز جنازہ پڑھتے تو رفع یدین کرتے پھر تکبیر کہتے، پھر جب (نماز سے) فارغ ہوتے تو اپنی دائیں طرف ایک سلام پھیرتے تھے (اس کی سند بالکل صحیح ہے) یہ سلام دائیں طرف پھیرنا چاہیے

(امام ابوحنیفہ کے استاد امام مکحول الشامی رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) نماز جنازہ میں اپنی دائیں طرف ایک سلام پھیرا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 3ج۔ ص 308، ح 11506، وسندہ صحیح

ابراہیم بن یزید النخعی بھی نماز جنازہ میں ایک طرف (دائیں طرف) ایک سلام پھیرنے کے قائل تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج 3ص 493ح 6445، ابن ابی شیبہ ج3ص 307ح 11496 وسندہ صحیح)

اس کی سند صحیح ہے۔

(امام عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے۔ جاہل ہے۔ (مسائل ابی داوَد ص 154، وسندہ صحیح

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں صرف ایک اسلام اور دائیں طرف ہی پھیرنا چاہیے۔ یہی قول اکثر اہل علم کا ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ واسحاق بن راہویہ وغیرہم سے مروی ہے۔ دیکھئے (الوسط (ج 5ص 447

حرمین (مکہ و مدینہ) میں اسی پر عمل ہو رہا ہے والحمد اللہ۔

جو لوگ دونوں طرف سلام پھیرنے کے قائل ہیں ان کے دلائل کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

"وعن ابن أبي أوفى: «أنه كبر أربعا، ثم سلم عن يمينه، وعن شماله"

(السنن الکبری للبیہقی ج 4ص 43)

اس روایت کی سند تین علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۔ اس کا راوی ابراہیم بن مسلم الہجری ضعیف ہے اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ 1

(دیکھئے تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء للبخاری بتحقیقی (ترجمہ: 10

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(لین الحدیث رفع موقوفات" (تقریب التہذیب ص 27"

یعنی وہ روایت حدیث میں کمزور تھا۔ اس نے موقوف روایات کو مرفوع بیان کر دیا تھا۔

۔ شریک بن عبداللہ القاضی کو امام دارقطنی وغیرہ نے مدلس قرار دیا ہے۔ 2

(طبقات المدلسین لابن حجر 56 المرتبۃ الثانیہ)

(اگرچہ شریک رحمۃ اللہ علیہ تدلیس سے برات کا علان کرتے تھے اور "آپ کی تدلیس زیادہ نہیں ہے" (دیکھئے التبین الاسماء المدلسین لابن العجمی ص 33ت 33

لیکن عین ممکن ہے کہ تدلیس التسویہ سے برات کا اعلان کرتے تھے۔ رہا مسئلہ کم یا زیادہ تدلیس کا تو اس بارے میں راجح یہی ہے کہ جو شخص ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ بھی تدلیس کرے اس کی عن والی منفرد روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"من عرفناہ دلس مرۃ فقد أبان لنا عورتہ"

(ہم نے جسے ایک دفعہ تدلیس کرتے ہوئے جان لیا تو اس کی حیثیت ہمارے سامنے واضح ہو گئی۔ (الرسالۃ ص 379 رقم 1033

اور فرمایا:

"لا نقبل من مدلس حدیثا حتی یقول فیہ: حدثنی: او سمعت"

(ہم نے کہا: ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے الا یہ کہ وہ سماع کی تصریح کرے۔ (ایضاً ص 380 رقم 1035

(نیز دیکھئے علوم الحدیث لابن الصلاح (ص 99 نوع 12

3۔ ابراہیم بن مسلم الھجری سے یہ روایت شاگردوں کی ایک جماعت نے بیان کی ہے مگر کسی روایت میں دونوں طرف سلام پھیرنے کا ذکر نہیں۔

(دیکھئے مسند احمد (383، 356، 4) سنن ابن ماجہ (1592، 1503) مسند الحمیدی بتحقیقی (718) معانی الآثار للطحاوی (1/495) المستدرک للحاکم (360

خود شریک القاضی سے ابو نعیم نے بغیر تسلیمتین کے روایت بیان کی ہے۔

(معانی الآثار للطحاوی طبع مکہ مکرمہ (ج 1 ص 495) و طبع کراچی پاکستان (ج 1 ص 332

(مختصر یہ کہ یہ روایت کئی علتوں کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ اسے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز ص 128

(تنبیہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف المھرۃ (ج 2 ص 508 ح 6896) میں بحوالہ طحاوی، بجائے شریک کے "اسرائیل" نقل کیا ہے واللہ اعلم

2۔ "بحدیث ابن مسعود: (ثَلَاثُ خِلَالٍ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَفْعَلُھُنَّ تَرَکَھُنَّ النَاسُ، إِحْدَاھُنَّ: اَلتَّسْلِیمُ عَلَی الْجَنَازَۃِ مِثْلَ التَّسْلِیمِ فِی الصَّلَاۃِ"

(السنن الکبری للبیہقی ج 4 ص 43، والمعجم الکبیر للطبرانی ج 10، ص 100، ح 10022)

(اسے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "رجالہ ثقات" مجمع الزوائد (3/34

(حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "اسنادہ جید" کہا۔ (المجموع شرح المھذب 5/239

(شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (احکام الجنائز ص 127 فقرہ 830

یہ روایت بھی تین وجہ سے ضعیف ہے۔

1۔ حماد بن ابی سلیمان آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (دیکھئے الطبقات الکبری لابن سعد ج 2 ص 333

اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ زید بن ابی انیسہ کا سماع حماد کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود لکھتے ہیں کہ:

"ولا یقبل من حدیث حماد إلا ما رواہ عنہ القدماء شعبۃ وسفیان الثوری والدستوائی ومن عدا ھؤلاء رووا عنہ بعد الاختلاط"

حماد کی صرف وہی روایت مقبول ہے جو اس سے قدیم شاگردوں: شعبہ سفیان الثوری اور (ہشام) اور الدستوائی نے بیان کی ہے۔ ان (تینوں) کے علاوہ سب لوگوں نے اس کے اختلاط کے بعد ہی روایت کی ہے۔ مجمع الزوائد (1/119-120)"

2۔ حماد بن ابی سلیمان مدلس تھے۔ (طبقات المدلسین 45، المرتبۃ الثانیہ

اور یہ روایت معنعن ہے۔

3۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدلس تھے۔

(ایضاً: 35 المرتبۃ الثانیہ ابکار المنن فی تنقید آثار السنن للشیخ عبد الرحمن المبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ص 214)

اور یہ روایت معنعن ہے۔

میری تحقیق میں کسی ایک صحابی یا تابعی سے (سوائے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ) باسند صحیح یا حسن نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا ثابت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا ہی راجح ہے۔

نماز جنازہ میں قراءت خفیہ (سراً) بھی صحیح ہے اور جہراً بھی۔

(دیکھئے سنن النسائی) ج4ص75،74ح9189)و"جہر" منتقیٰ ابن الجارود(ح537

(ابن الجارود کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جہراً پڑھے گا اور مقتدی سراً(ح536)(شہادت،اپریل تا جون 2002ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔کتاب الجنائز-صفحہ539

محدث فتویٰ